قادیان دار الامن و الامان ۲ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۸۹۹ء

منشی عبد الحق صاحب لاہوری کے اعتراضات اور حضرت مولنا مولوی عبد الکریم صاحب کی طرف سے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے

ساصرف عن اٰیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

مین مدتون اس مین حیران رہا یون سمجھئے کہ میرے دل کی ایسی بناوٹ ہی نہ تھی کہ مین جلد اس راز کو پا جاتا اور حیرانی کی زیادہ زحمت نہ اُٹھاتا کہ ایک کھلی صداقت کا کیونکر انکار کیا جاتا ہے اور ایک دیکھے ہوے پرکھے ہوے راستباز سے اُلجھنے کے کیا معنے۔ بار ہا رہ رہ کر مینے اس آیت کو سوچا ہے وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ہ مجھے اس سے بڑھکر قوم پر حجت پوری کرنے والی بات نظر نہین آتی۔ یہ حجت سیدھی تیر کی طرح کلیجون کے اندر لگتی اور انسانی کانشنس کے آگے دردانگیز اپیل ہے۔ اسی لئے اس کے مقطع مین افلا تعقلون لایا گیا ہے حقیقت مین ایک شخص چالیس سال تک اُٹھتی ہوئی جوانی کے جوشون اور پُر زور جذبات کے ہیجان کے وقت ایک ایسی سوسائٹی مین رہ کر جس مین بے قیدی کی کوئی حد و پایان نہ ہو مسلّم امین۔ مامون اور متقی ہو۔ حیرت انگیز امر ہے۔ یہ تو صحیح نہ ہوگا کہ گرد و پیش کے نظارون کو اُس کا محرک و مؤثر کہا جائے کہ اُس کی پاک تہذیب اور تصفیہ باطنی اور ممتاز سیرت کے وہ باعث ہوئے اس لئے کہ یہ امر مسلم ہے کہ اس کے آس پاس کوئی پاکیزہ منظر اور اُس کی تطہر کے لئے کوئی دلکش میدان نہ تھا۔ اور قومی مالوفات اور معاشرت و تمدن کا حال خود عیان ہے۔ پھر یہ بلند پروازی اور بلند حوصلگی اور یہ تقدس اور تطہر اور مالوفات و محبوبات قومی سے یہ بیزاری۔ یہ مہذب اخلاق یہ پرلے درجہ کی راست بازی اور یہ مادی جسمانی چیزون سے کامل انقطاع اور تبتّل الے اللہ اگر کسی اندرونی تحریک یا بلفظ دیگر یون کہو اور یہی درست اور اکمل پیرایہ ہے کہ کسی مادی اور مالوف اسباب سے ورا الورا تحریک کا اثر نہین تو کیا ہے دانشمندون اور انسانی حالات کے واقف کارون کے لئے غور کرنے اور اس سے اور زیادہ آگے بڑھنے کے لئے اتنا سامان کافی تھا اور جنھون نے اس جدید دعوت کرنے والے داعی کو قبول کیا ان ہی قراین کے بدرقہ کی رہبری سے کیا ہے۔ اسی سے تو ان حسن ظن مین سبقت لے جانے والون اور قراین مرجحہ کی بنا پر قبول کر لینے والون کا نام صدیق ہوا۔ خدا کی باتین کیا ہی درست اور پر حکمت ہین لیھلک من ھلک عن بینۃ و

ان ہی الا اسماء سمیتموہا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان

یعنی منجملہ ــ یہ معبود اور واجب التعظیم بزرگ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بزرگوں نے رکھ لئے ہیں خدا کی کتاب اور اس کے فعل میں ان کے تحقق اور وجود کی کوئی سند نہیں۔ یعنی یہ بے حقیقت اشیا ہیں اور یوں ہی اسما ہی ہیں انکا واقعی مسمی وجود میں کوئی بھی نہیں۔ وہ مع میں تو یقیناً قرآن کے الزام کے نیچے آ چکی ہیں اس لئے کہ وہ ان اسمائے موضوعہ مختلقہ کی کوئی حقیقت واقعہ و وقوع میں نہیں بتا سکیں۔ اور خدا تعالی کی کتابوں اور فعل الہی نے انھیں سخت شرمندہ کیا ہے۔ اب آپ فرمائیے اور شیعان پاک کے اولین و آخرین سے پوچھکر اور خوب مشورہ لیکر بتائیے کہ علی خلیفہ بلافصل ہے؟ اس کے لئے کتاب اللہ میں کوئی سلطان اور برہان اور کوئی حجت نیرہ؟ خدا تعالی کے فعل یعنی واقعہ اور مشاہدہ میں اس کی کوئی سند؟ خدا تعالی کے کلام نے لاریب اشتراکاً یعنی دوسروں کی شمولیت و تبعیت میں ان کو خلیفہ کہا اور تسلیم کیا اور خدا تعالی کے ایفاء وعدہ یعنی فعل الہی نے واقعہ اور مشاہدہ میں انکا چوتھا درجہ رکھا۔ یہی حق و صدق ہے اور یہی خدا کا کلام اور کام ہے روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے۔ اب وہ بلافصل خلیفہ علی خدا کے لئے بتائیے کون شخص ہے۔ اگر تو اسم ہی اسم اور بلا حقیقت معدوم محض شے نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر اتنا آپ لکھتے کہ میں جناب علی کو خلیفہ مانتا ہوں تو بات درست تھی اور اس میں نزاع ہی کسکو ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سادہ اعتقاد اور طفولیت کی مانی ہوئی شے کی الفت نے آپکو لفظ بلافصل کی قباحت اور شناعت کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ میرے دوست یہ نظام عالم ایک وجود رکھتا ہے اور خدا تعالی کے نزدیک اسکی حقیقت ہے سوفسطائیوں کی طرح وہم و خیال کا کارخانہ تو نہیں کہ بود کو نابود اور نابود کو بود مانا جائے۔ خلفائے راشدین کی ترتیب ایک واقعی نظام اور امر متحقق ہے۔ اس بود کے مقابل نابود شے (خدا کے علم میں نابود۔ خدا کی کتاب میں نابود خدا کے فعل میں نابود) بلافصل کہنا اور ایسے اعتقاد رکھنا سفسطہ اور دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔ کیا ہی حسرت ہوگی اس دن جبکہ حقایق اشیا کما ہی ہی متمثل ہونگے اور انکی کیفیات کمیت اور وجود مشہودی کا جامہ پہنیں گی۔ آہ کیا ہی ندامت اور خجالت ہوگی اسوقت جبکہ ان اپنے ہاتھوں کی تراشی ہوئی باتوں سے اپنے ہاتھوں سے گھڑے ہوئے سنگ و گل کے معبودوں کا کوئی وجود نہ ہوگا اور ان کے پجاری اور صانع اور خالق حسرت سے ڈھونڈتے اور چلاتے پھریں گے کہ ہمارا الفا و میگا قادر مطلق خدا یسوع مسیح تو کہاں ہے جس کے لئے ہم نے ہمیں نہائی اور اس پر بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھی تھیں اور تجھ اکیلے کے لئے ہم نے ساری راستبازوں کو چھوڑا اور پاک پارسا عورتوں کو اغوا کرنیوالے اور پورے حرام کار کہا اور مانا۔ اب تو کہاں ہے ہم غلطی سے سمجھ بیٹھے تھے یا سمجھائے گئے تھے کہ تو جلال کے تخت پر باپ کی دائیں بیٹھا ہوگا افسوس وہ خیالی بت اور نفس کی تراشی ہوئی بات انھیں کہاں نظر آوے۔ وہ خدا کے عاجز سرنگوں بندوں میں شامل ہو کر فزع و خوف سے کہیں دبکے بیٹھے ہوں گے۔ اسی طرح بلافصل اور کیا ماننے والے اور مسیح کی طرح انکی حقیقت اطراء کرنیوالے اس بلافصلیت کے رتبہ اور درجہ اور ان اپنی طرف سے دئے ہوئے بڑے بڑے خطابوں کے مصداق شخص کو ڈھونڈیں گے اور چیخ چیخ کر اور پھوٹ پھوٹ کر روئیں گے اور کہیں گے اے خلیفہ بلافصل اب تو کہاں ہے تیری خاطر ہم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار راستبازوں خدا کے قدوسیوں۔ خاتم النبیین کے خلیفوں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کو اپنا سینہ سپر کرنیوالوں کو عسرت کی گھڑیوں اور تنگی کے وقتوں میں اس کی جان مال سے مدد دینے والوں۔ علماء اسلام کے پھیلانیوالوں اور آئمہ اطہار کے محسنوں مربیوں کو برا کہا غاصب کہا بے ایمان کہا۔ فاسق کہا اور کیا کیا اور کیا کیا کہا۔ ہائے اب حقیقت کھلی کہ تو ہمارا زعم کیا ہوا ایک وہمی نام تھا۔ اور واقعی میں تیری حقیقت وہ نہ تھی جو ہم نے اور ہمارے دو عوض آبا نے تراشے۔ درحقیقت بڑی حسرت ہے کہ سارا رونا پیٹنا اور برسوں کی ماتم و شیون بے سود سے چلے جائیں اور صحابہ کو سارے مطاعن اور مثالب شمار یان گناہوں کی شکل میں طوق گردن ہو جائیں۔ میرے دوست اسمیں آپ نہ عذر کریں یہ انشا پردازی اور لفاظی نہیں۔ خدا آگاہ اور گواہ ہے کہ میں نے بڑے درد دل سے لکھا ہے اور یہ سچے حقایق ہیں جو ایک طالب حق کی بصیرت کو بڑھاتی ہیں کوئی شخص بے باکی سے یوں ہی ہنسی میں اڑا دے آسان بات ہے۔ مگر خدا کی کتاب اور خدا کے فعل یعنی کلام اللہ اور صحیفہ قدرت دونوں کو اسی طرح مد نظر رکھکر اپنے اعتقاد کا ثبوت دے تو بات ہے

ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان

آپ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ تشیع میں کونسی بیہودہ بات ہے اور کس بات میں شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور کیوں خواہ مخواہ ہم شیعوں کو ملامت کرتے ہیں۔ میرے دوست سچائی کا خون کرنا ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار کرنا ایک صریح باطل اور نابود شی کو حق اور بود کا لباس پہنانا۔ ایک فرضی بات کی خاطر خدا کی ہزاروں راستبازوں کو کوسنا اور رندانہ تبرا بازی کا ہدف بنانا اور سب و شتم اور بغض و عداوت کو سینہ میں پالنے کو جزو ایمان کہنا اور خدا کے کلام اور کام کے خلاف ایک انسان کو وہ رتبہ دینا جسکا استحقاق خود خدا نے خدا کی کتاب نے۔ خدا کے فعل نے۔ ملائکہ سماوی و ارضی نے اور ایک لاکھ سے زیادہ عباد اللہ الصالحین نے اسکو نہ دیا تھا کیا یہ بیہودگی اور حد سے بڑھنا نہیں اور ظلم عظیم نہیں تو کیا ہے اور کیا راستباز غیور کا دل نہیں کڑھتا کہ ایسی قوم کو ہر طرح سمجھائے۔ میں آپ کو بہت سی باتیں کہنا چاہتا تھا مگر بالفعل میں اتنے پر بس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ میں حق کو سننے کا حوصلہ ہے کہ نہیں اگر آپ کی سعادت و رشد نے مجھے حوصلہ دلایا تو انشاء اللہ تعالی اور بھی کام کی باتیں سناؤں گا۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

عاجز

عبدالکریم سیالکوٹی

از قادیان ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ عیسوی

اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۵ جلد ۳ — ۱۱ — مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خوب یاد رکھو کہ اگر مفصلہ ذیل بیماریوں مین سے کسی علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی اور دوائی ہرگز نہ خریدو یہ بےنظیر مرہم فوراً اثر کرتی ہے ایسی ایجاد بمقام مرض پر آج تک کوئی مرہم نہین ہوئی

مرہم عیسیٰ

یا مرہم رسل یا مرہم حواریین

ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی کی یادگار ہے اس کے نہایت پر تاثیر اور عجیب و غریب ہونے کی سندات بکثرت موجود ہین

معزز بھائیو!

کوئی تعجب کی یا کرے کی کوئی بات نہین۔ مرہم عیسی اس کو اس لئے کہتے ہین کہ صلیب پر کھینچے جانے کے بعد جب حضرت عیسی علیہ السلام زندہ بچ گئے تو آپ کے صلیبی زخموں پر لگانے کے لئے الہام الٰہی کی بنا پر ان کے حواریون نے اس کو تیار کیا تھا خدا کا فضل جو مرہم کے رنگ مین اترا اور مقدس بشر کے زخموں کے چنگا کرنے مین معجزہ ثابت ہوا۔ ہر ایک زمانہ کے نامی فاضل طبیبوں نے اس کو آزمایا اور اس کی مسیحائی تاثیرات اور وجہ تسمیہ کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ حکماء یورپ بھی

اصل بیش قیمت اجزا ممالک غیر سے

حکیم محمد حسین

لاہور

بھاٹی دروازہ

سے طلب کرو

ان مرضون کے لئے شفا ہے

ہر قسم کی طاعون۔ سرطان کے زخم۔ خنازیر۔ گلٹیان۔ چوٹون کے زخم۔ پھنسی پھوڑے۔ گھاؤ۔ خارش۔ گنج طرح طرح کی جلد کی بیماریان۔ ہر قسم کے ناسور۔ پرانے گوشت کے زخم۔ زخموں کے کیڑے۔ تلی کے ورم۔ بواسیر کے درد۔ ناخنون کا سردی سے پھٹ جانا۔ جل جانا کان سے ریم کا بہنا۔ جانورون کا کاٹ لینا عورات کی خطرناک بیماریان سرطان رحم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ ۱۲؍ ۔ عمہ ۔ عہ

(علاوہ محصول ڈاک)

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ۔ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت ابڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے بمبلغ عہ ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۱ہر خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہئے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اُن سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اس کی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اُس کی بینائی مین اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی۔ اور وہ اُن اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جن کی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جن کی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش راے بہادر ڈاکٹر ایم ایل ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔

(کمپنہ) انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (جمالی نعمانی)

یحییٰ من حی عن بینۃ۔

بہر حال چونکہ ہر مرض کا سبب ضرور ہوتا ہے اس خطرناک مرض کا بھی تو کوئی سبب ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ ایک انسان کریم رحیم ہر رنگ بات میں معروف و مسلم پھر اُس کا انکار ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُس کے استیصال کے لئے ہر قسم کے منصوبے سوچے گئے۔ میں بیخبری کے ایام میں جب کبھی قرآن کریم کی آیت یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم پڑھتا مجھے بڑا تعجب آتا کہ باوجود معرفت پھر انکار اور جدال کیا۔

مگر عمر نے یہ معما کھول دیا کہ مختلف قسم کے نہان در نہان امراض کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے اور یہان تک اس کی حالت ہو جاتی ہے کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اس حالت کو خدا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ۔ ہم اپنے دل کی رقت کو دیکھتے ہیں کہ قصداً ادنی سی ایذا کسی کو دینے کی جرات نہیں کرسکتا اور اگر کبھی سہواً کوئی درشت کلمہ جوش نفس سے کسی کے حق میں نکل جائے تو پشیمانی سے گھنٹوں دماغ کی حالت ایسی رہتی ہے کہ گویا کوئلون کی ایک انگیٹھی ہے جو جل رہی ہے اور پھر ایک ایسے سنگ دل انسان کا تصور کرتے ہیں جو چند روپیوں بلکہ چند پیسوں کے لالچ سے انسان کے پیارے ننھے بچہ کا خون کر دیتا ہے تو حقیقت میں حیرت انگیز مقابلہ نظر آتا ہے۔ مگر ہر ایک میں سمجھ سکتا ہے کہ ہر بات کا سبب ہے۔ یقیناً مبادی ہیں جو آخر دل کے اس درجہ تک کی قساوت کے موجب بن گئے۔ مگر خدا کی کتاب نے جو حیرت کی تاریکی سے نکال کر نور کے بلند سطح پر لانے والی ہے راستبازوں کے انکار اور ان سے جدال کے مرض کی ایک وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ بڑا عجیب روحانی اور قلبی علم ہے اور وہ وہ آیت ہے جسے میں عنوان میں لکھ آیا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ "میں اپنے نشانوں (مامور اور مرسل لوگ اور ان کے تائیدی نشان) سے ان لوگوں کا منہ پھیر دوں گا (یعنی سمجھنے اور پہچاننے کی توفیق ان سے چھین لوں گا) جو قوم اور ملک میں خواہ نخواہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور بڑائی کی کوئی اہلیت اور استحقاق نہیں رکھتے۔ اس وجہ موجہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ راستبازوں کے انکار کی وجہ کبر ہی ہوا کیا ہے اور کبر کیا ہے کہ ایک شخص خود عبائے بزرگی اور اہلیت کا لباس پہنتا چاہتا اور امتیاز کا تاج سر پر دھرنے کی کوشش یا آرزو کرتا ہے مگر خدا نے اس کے باطن کو جھانک کر آسمان کی نگاہ میں اُسے مردود و مخذول کر دیا ہوتا ہے۔ ایسا شخص خدا کے مقبول کے قبول عام کو دیکھ نہیں سکتا اُس کے روز افزون تکریم و تعظیم کو دیکھ کر انگلیاں کاٹتا اور اس کی جگہ اپنے تئین بٹھانے کے لئے زمینی منصوبوں اور ناپاک حیلہ بازیوں سے ریشہ دوانیان کرتا اور آخر الٰہی خذلان کی وجہ سے ناکام رہ جاتا ہے۔ کیا ہی عجیب نقشہ متکبروں کے دل کے سر جوش کا اس آیۃ نے کھینچا ہے۔ وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یعنی مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ ہونے مثیل موسیٰ ہونے مبشر مسیح ہونے اور موعود ابراہیم ہونے کے لئے یہی چھوٹا سا اور کس مپرس آدمی رہ گیا تھا۔ ایک بڑا نامی آدمی منتخب ہونا چاہیئے تھا۔ نادان متکبر اور احمق نکتہ چین کو یہ غلطی لگی ہے کہ اُس نے اپنے علم و فہم اور اپنے حدس و فراست کو مردم شناسی اور انتخاب کا آلہ سمجھا ہے اور اس پر قیاس کیا ہے کہ تمدن عالم میں لوگوں کی رائے سے ایک بڑا آدمی انتخاب کیا جاتا ہے۔ مگر خدا کی حکمت نے انتخابی اصول اور ہی رکھے ہیں اور یہ سب کچھ پہلے آسمان پر ہو ہوا جاتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ زمین پر زمینی آدمی اس سے نزاع کریں۔

الغرض یہ بڑی مزہ کی بات اور لمبی بات ہے اور اس کو چھیڑ کر جانا اصل مقصد سے بہت دور لے جانے کا احتمال رکھتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میرے پاس حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پاک کی نسبت چند اعتراض پہنچے ہیں۔ ان اعتراضوں کو پڑھ کر میں تمیز نہیں کر سکا کہ میں ان کو پرانے معترض مولوی صاحب کے دل و دماغ کا نتیجہ کہوں یا ایک صوفی مذاق کسی زمانہ کے مصدق حسن ظن کا دعوی کرنے والے منشی عبدالحق اکونٹنٹ پنشنر کی طبع عالی کے لطائف تسلیم کروں۔ منشی صاحب خود تو جیسے تھے تھے مگر میں اس بات کے کہنے سے رک نہیں سکتا کہ ان کے متکبر دوست سرٹی دوست اور خود پسند دوست اور دشمن انبیاء علیہم السلام سے ناواقف دوست کی روح کا اثر ان پر پڑا اور وہ پر ظلمت تیرہ ان کے چاروں طرف محیط ہو گئے اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے میں انھیں چھوڑ دیا۔ کاش وہ اب بھی سمجھیں اور ایک تاریکی کی روح کی صحبت سے خدا کی حضور میں استعاذہ کریں کہ رحیم خدا ان کی سمجھ کھول دے اور پشیمانی انھیں پھیر اُس کھوئی ہوئی جگہ پر پہنچا دے۔ ان نکتہ چینیوں کے جواب میں قلم اٹھانے سے میرا مدعا یہ ہے کہ اس تقریب سے حق کی اشاعت اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خوبیوں کا اظہار ہو ورنہ

بحمد اللہ اب اس سلسلۂ عالیہ کی جڑ ایسی
ثابت اور مستحکم ہو گئی ہے کہ اعدا کی
منفرد اور متفق کوششوں کی آندھیوں
کا اسے ذرہ بھر کھٹکا نہیں رہا اور
خدا تعالے کے آسمانی اور زمینی
نشانوں نے حضرت موعود علیہ السلام
کی صداقت کو عالم پر حقایق ثابت
شدہ کی طرح مسلم اور آشکار کر دیا
ہے۔ اور جیسے حضرت کلیم اللہ
مسیح موعود علی بصیرۃ بولتے
اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا
تعالے کی طرف سے ہیں ویسے
ہی اُن کے متبع مومن بصیرۃ سے
جانتے ہیں کہ یہ کارخانہ حق اور
صدق ہے اور خود خداوند قادر
قاہر اس پر ثمر پیڑ کا باغبان ہے
اور وہ اس کے لئے جو اس کے
کاٹنے کو دوڑے گا خود ہی کافی
ہے۔

اب میں اُن اعتراضوں کو قولہ
اقول کے پیرایہ میں لکھتا ہوں۔

وباللہ التوفیق

قولہ مرزا صاحب راستباز نہیں۔

اقول راستباز کے
لفظ کے کوئی خاص اور معین معنے
معترض کے دل میں ہوں یا منجانب
اللہ اور محدث اور مکلم اللہ اور
جری اللہ اور مرسل اللہ اور مامور
موعود کا مرادف اس لفظ کو ذہن میں
رکھتا ہو۔ میں خدا کے فضل اور
اس کے روح القدس کی تائید
سے علی بصیرۃ کہتا ہوں کہ ان سب
الفاظ کے مصداق حضرت مرزا صاحب
ہیں۔ اس مشکل کے سلجھانے کے لئے
میں لمبی اور پیچیدہ راہوں پر چلنا
نہیں چاہتا اور نہ میں بڑے بڑے
اصول موضوعہ کی پٹڑیاں تیار کرنا
چاہتا ہوں میرے نزدیک یہ بات
بہت جلد طے ہوتی اور ہر قسم کا
اختلاف بآسانی فیصلہ پا جاتا ہے
ایک ہی معیار ہے جو اس مقام میں
یعنی سلسلۂ نبوت اور ان کے اتباع
کے سلسلہ میں کھرے اور کھوٹے
کے پرکھنے کے لئے بہت ہے

تائید سماوی اور نصرت الٰہی

اگر نفس نکتہ چینی کسی امر کے تخفیف
کرنے کے لئے آلہ بن سکتی اور اعتراض
کسی اہل کا استحقاق چھین سکتا ہے
تو اس سے اوپر چڑھ جاؤ اور بتاؤ
کون صالحین میں سے تیز طبیعتوں
کے تیرافگنی کا آماج گاہ نہیں ہوا
بیخ کنی کے ارادے کرنے والے
اور اپنی قوم میں بڑے دور اندیش
اور دور بین دشمنوں نے راستبازوں
پر اخلاقی اور روحانی اعتراض ہی
نہیں کئے بلکہ اُن کی وجاہت اور
شہرت عام کو داغدار کرنے کے لئے
اُن کے خانگی امور پر ان کے اہل بیت
پر بھی حملے کئے۔ ناشکر گذاروں
نے شاعر کہا مجنون کہا ساحر کہا کاہن
کہا دکاندار کہا شہرت طلب بڑائی کا
بھوکا پیاسا کہا لوگوں کے روپے
مار کھانے والا کہا اور یہ کچھ تھوڑا
نہ تھا مگر اس سے معلوم ہوا اُن کے
اندر کی جلن بجھ نہ سکی اور بڑی دور کی
سوجھی اور اپنے نزدیک ہر شکست
کے کافی انتقام و تلافی کی سوچی تو
کی صدیقہ عفیفہ زوجہ پر افک باندھ
دیا اور درحقیقت سارے سلسلہ
کو خاک میں ملا دیا تھا اگر خدا کی
نصرت نے دستگیری نہ کی ہوتی
درحقیقت اندرونی باتوں یا اخلاقی
باتوں کا فیصلہ ہی کون کر سکتا ہے
اور لفظی مباحثات نے کب کسی
میدان کو خس و خاشاک سے پاک
کیا ہے۔ احمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو لفظ فارقلیط کی جہت
سے ماننے کی راہ میں جو ٹھوکریں آپ
کے ہم عصر نصاریٰ نے کھائیں وہی
آج ہیں لفظوں کے لحاظ سے مطلع
مخالفوں کے نزدیک نہ توجیہ صاف
تھا نہ اب ہے اور مثیل موسیٰ
(علیہما الصلوٰۃ والسلام) مدینہ کے
یہود کے لئے اولاً وخصوصاً اور تمام
یہودیوں کے لئے عموماً مبشر شکل
میں ظاہر ہوا اور صاف صاف کہہ دیا
عسی ربکم ان یرحمکم وان
عدتم عدنا وجعلنا جہنم
للکفرین حصیرا۔ یعنی
اب وقت آگیا ہے کہ خداوند تمہارا
خدا تم پر رحم کرے اور تمہیں
غلامی کے گڑھے سے نکال کر
سلطنت کے اوج اور آزادی کے
بلند سطح پر پہنچائے اور اگر تم نے
اس مثیل موسیٰ کو نہ مانا
اور وہی شرارتیں شروع کیں جو عادتاً
راستبازوں کے مقابل تم کرتے
رہے ہو تو ہم بھی تمہاری سزا دہی
کے لئے وہی ہتھیار لگائے بیٹھے
ہیں اور اس نعمت کے ناقدر
شناسوں کو ہم جہنم میں جھونک دیں گے۔
ظاہر ہے کہ یہود مرتے
مر گئے اور قریظہ اور نضیر کیسی
کیسی ذلتوں اور تباہیوں کے ہدف
بنے مگر ابھی تک اسی پر اڑے
بیٹھے ہیں کہ مثیل موسیٰ بنی اسرائیل
سے ہونا ضروری ہے نہ بنی اسمعیل
سے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت جن
سعیدوں کو دولت اسلام کا شرف
ملا اور نصاریٰ اور یہود سے
بہتیرے صدق دل سے مسلمان ہوئے
تو کیا یہ الفاظ دو اور دو چار کی طرح
ان پر منکشف ہو گئے تھے۔ یہ تو
سنت اللہ ہی نہیں۔ اور نہ آئندہ
قیامت تک کبھی ہوگا کہ پیشگوئیاں
ہندسی حقایق کی طرح کھل جائیں
اور موعودین آفتاب کی طرح
واضح ہو جائیں ورنہ وہ ایمانیات
میں سے نہ رہیں گے اور خدائے
علیم نے وجود رسل کو ایمانیات میں
داخل کیا ہے۔ ماحصل بات یہ ہے
کہ تائیدات سماویہ اور نصرت ہائے الٰہیہ
نے جو حضرت احمد فارقلیط مثیل موسیٰ

علیہ الصلوۃ والسلام کے شامل حال تھین اور وہی ہین فارق اور مابہ الامتیاز تھین آپ مین اور دوسرون مین سعید فطرتون کو یقین دلادیا کہ حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) حق پر ہین اور آپ کے مخالف بطلان پر۔ آج بھی باطل خیالات اور باطل مذاہب کے پیرو اپنے اپنے خیال اور ہوا کی تائید مین تھوڑی تقریرین نہین کرتے۔ ایک ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنی انسان کو خدا بنانے اور منوانے کی تائید و اعانت مین نصاریٰ کیا کچھ کر رہے ہین۔ اس بین بطلان کی حمایت مین اس اس سرخی اور عنوان کی کتابین اور اس قدر لکھی ہین۔ کہ انکا شمار خدا ہی جانتا ہے۔ مینے خود اوڈینسز آف کرسچینٹی کے متعلق بڑی بڑی ضخیم کتابین دیکھی ہین۔ ان باطل پرست نصاریٰ کے پیرو آریہ ایک مردہ اور مخذول کتاب اور تناسخ اور نیوگ جیسے کپکپا دینے والے مسئلہ کی حمایت پر کیسے تلے ہوے اور آفتاب صداقت سید المعصومین امام الاولین و الآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیسی اہانت کرتے ہین کہ ایک غیور دل سینہ سے تڑپ کر باہر نکل جاتا ہے۔ اب اگر تقریرون اور لفاظیون پر ہی مدار ہو یا کبھی ہوا ہو تو پھر ظلمت اور نور مین کبھی امتیاز نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم نے کیون واقعہ بدر کو یوم الفرقان کہا۔ یہ لفظ بڑی غور کے قابل ہے اور بارہا مسلمانون کو وعدہ دیا تھا کہ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا یعنی اگر تم اللہ کے لئے متقی بنجاوگے تو خدا تم مین اور تمہارے غیر مین ایک فارق امر پیدا کردے گا۔ اور وہ یوم کیا تھا تھوڑے صنادید قریش کا میدان جنگ مین کھیت رہنا معہود

دنیا مین لڑائیان ہوا ہی کرتی ہین اور دو لڑنے والون مین آخر ایک جیتا ہی کرتا ہے۔ اور یون ایک معمولی و معروف واقعہ ہوا جاتا ہے مگر قرآن جیسی حکیم کتاب نے اس پر ناز کیا اور ثبوت نبوت مین اس پر بڑا زور دیا بلکہ اس کو کل صداقتون کا مدار ٹھیرایا ہے۔ قرآن مجید مین علمی اور نظری دلائل کیا کچھ تھوڑے ہین۔ دنیا مین کوئی کتاب نہین بجز قرآن کے جس کے صفحہ صفحہ مین اپنے دعاوی پر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ ہون۔ تو بات کیا ہے کہ ان نظری اور علمی دلائل اور حجج کو الفرقان کے نام سے موسوم نہین کیا۔ دلائل نظریہ اور علمی بیان ایک بہت گہری شے اور بہت تھوڑے ذہنون پر اس کا راز آشکارا ہوتا ہے اور وہ بھی چونکہ ایسا میدان ہے کہ زمانہ کے فلاسفر اور حکما اور علما بھی اس مین اپنی اپنی قدر پر گھوڑے دوڑا چکے ہین۔ اس لئے اس کا حق مین ہونا کھل نہین سکتا اور ایک التباس و اشتباہ کی چادر کا پلہ اس نے کسی نہ کسی رخ پر ڈھکا رہتا ہے۔ مگر نصرت الٰہی ہمیشہ ایک فارق امر اور بین امتیاز ہوا کیا ہے انبیا مین اور مادی حکما اور فلاسفرون مین۔ یہ یارا اور دل گردہ کسی فلسفی اور دوسرے باطل پرست کو نہین ملا کہ تحدی سے کہے اور بے سامانی اور کامل درویشی کی حالت مین کہے اور باسامان اور کافی احتشام والی جماعت کو کہے کہ مین منصور و مؤید ہون گا اور میرے دشمن ذلیل و خوار و نامراد ہون گے۔ خدا کی پہلی کتابین بھی یہی خبر دیتی ہین کہ اس دن قیدار کی حشمت جاتی رہے گی اور آخر قرآن حکیم نے بھی اسی کو اپنی نبوتون کی صداقت کا معیار ٹھیرایا۔ اگر وہی رسیان اور عصا کا

پھینکنا رہتا اور آگے کوئی بین نشان نہ چلتا تو موسیٰ کی نبوت ہو چکی تھی۔ قرآن حکیم نے جس امر مین اپنے نبی کریم کو موسیٰ کا مثیل ٹھیرایا ہے کیا اتنی ہی بات ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے رسیون کو باطل کردیا اور سوٹے کا سانپ بنا دکھایا۔ بس ایک ہی بات ہے جو پہلے سے کہی گئی تھی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کس دلیری سے اور کس سامان کے برتے پر اور کس کو کہا کہ مجھکو خداوند خدا نے صاف کہدیا ہے کہ تو میری تکذیب و اعراض پر سزا پائیگا یہی ایک مقام ہے اور بجز ایسی ایک موقعہ ہے جہان ایک دہریہ اور میٹیریلیسٹ اور پورا بیباک بھی سر نوا دیتا ہے۔ اس معصوم بچہ اور بے زبان ننھی سی جان کو کنوئین مین پھینک کر جانے والے اپنے نزدیک کیا ہی خوش نصیب اور کامیاب ہو گئے اور مادی نگاہون مین پورے کامیاب ہوگئے اس لئے کہ انھون نے اپنا ارمان نکال لیا اور ایک رقیب کو میدان سے باہر نکال پھینکا اگر خدا کی نصرت و تائید اس مظلوم و مہجور یوسف کو مصر کا منصور سردار یوسف نہ بنا دیتی اور پھر ان ناعاقبت اندیش اکڑو ایون کو ہاتھ باندھے ہوئے اس کے سامنے لا کر کھڑا نہ کردیتی اور ضرور تھا کہ یہ سب کچھ ہوتا اور یون ہی ہونا ضرور تھا اس لئے کہ کتاب پہلے سے کہہ چکی تھی کہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون ۰ یعنی تو یقینا یقینا ایسی جگہ اور منزلت پر پہنچیگا کہ سربلندی اور بزرگی کے بوجہ مین تو انھین ان کے اس ذلیل معاملہ اور سلوک بد کی داستان سنائیگا پر انھین اس وقت پتا نہین کہ یہ کیسے سرنگون اور ذلیل ہون گے۔

اسد اکبر جنگل کے متروک کنوئین مین ایک معصوم بچہ اور اُس بھیانک منظر مین ایک ننھی سی جان جو کبھی تو مان کے کنار عاطفت مین اور کبھی پدر کے مردمک چشم مین جاگزین ہے اور وہ جس نے ناز و نعم کی چار دیوار سے کبھی پاؤن باہر رکھا ہی نہین جس کی نسبت عادتاً یہ توقع ہونی چاہیے تھی کہ بلک بلک کر دم توڑ دیتا اور سسک سسک کر ٹھنڈا ہو جاتا وہ اس قوت اور تحدی کی پیشگوئی کرتا ہے اور ایسی زور آور لہجہ مین بولتا ہے کہ مین ایک وقت عزیز ہو جاؤن گا اور یہ میرے نامہربان بھائی ذلیل ہو جائین گے۔

مادی عقلون پر ناز کرنے والو سوچو اکیلے اکیلے مل مل کر۔ جرمن کے فلاسفرون سے سر ملا کر۔ یورپ کی تیز دوربین لگا کر تمھاری سمجھ مین کوئی سبب آتا ہے کہ وہ بچہ کیونکر بولا۔ کاش بوڑھا سید اور مرحوم سید جو زمین سے لگی ہوئی اور منہ کے بل چلنے والے یورپ کی تقلید مین راہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اس مین غور کرتا مگر کیونکر کر سکتا اور اُسے راہ ہی کیونکر ملتی جب تک ایک صادق کی صحبت اختیار نہ کرتا اور اُس نور سے مستنیر نہ ہوتا جو آسمان سے اُترتا ہے بہر حال اگر سید اس نکتہ معرفت مین سے جاتا تو وحی کے بیان مین تحت الثریٰ تک پہنچا ہے والی ٹھوکر نہ کھاتا کہ "وحی نوندہ کی طرح دل ہی سے نکلتی اور دل پر پڑتی ہے"۔ محض غلط اور خطرناک غلطی ہے۔ وہ بچہ دل کس قدرتی نظارہ اور فیلمند اور کن محرکات سے متاثر ہے جو اس قدر یقینی اور قطعی بات کہتا ہے لتنبئنھم (لام تاکید اور نون تاکید قائم مقام عظیم الشان قسم اور فوق العادۃ تاکید کے ہوتا ہے جیسے

کبھی ٹلتا ہی نہین ہوتا) اور پھر کتنی مدت مین کیا کیا سامان بنتے اور اُس کی موافقت مین بنتے ہین یہان تک کہ اس پیشگوئی کے موافق وہ کامیاب ہوتا ہے اور اُس کے مخالف تباہی پر تباہی دیکھتے اور قحط کا عرصہ بنتے آخر قدرت کے زور آور ہاتھ سے دھکے کھاتے ہوے اُسی کے آگے کھڑے کئے جاتے ہین یہ ترتیب ذرات کائنات اور یہ تقلیب نظام عالم کیا اس بچہ کے ہاتھ مین تھی۔ نہین یہ اُس قادر مطلق خدا کی آواز تھی یہ اُس کی وحی تھی جس کے ہاتھ مین سارا نظام عالم ہے اور وہ اپنے کامل ارادے اور کامل علم اور کامل قدرت سے ہر وقت اُس پر حکمران اور متصرف ہے اور وہ جو ہمیشہ سے متکلم ہے اور ہمیشہ متکلم رہے گا اور وہ جو اپنی ہستی کا پتا آپ ہی اپنے کلام سے دیتا اور کسی حکیم ارضی کے کھوج کھوج مصنوعات سے پتہ لگانے اور اُس کا مشکور و مرہون خدا بننے کا کبھی بھی محتاج نہین ہوا۔

الغرض یہی ایک بات ہے جو مذہب حق کی جان ہے یا صاف صاف یون کہو کہ قرآن کریم کا فخر اور امتیازی نشان ہے۔

اگر کسی مذہب مین سب کچھ ہے اور یہی نہین تو کچھ بھی نہین۔ افسوس اسلام کے نادان دوست اس فضیلت کا انکار کرتے ہین۔

اور دوسرے مردہ مذہبون اور کتابون کی طرح اسلام اور قرآن کریم کو پہلون کی قصہ کہانیون اور پچھوڑی ہوئی باتون کا مجموعہ مانتے اور صاف اقرار کرتے ہین کہ نصرتین اور تائیدین پہلے ہو چکین اور برکات اور تاثیرات کسی زمانہ مین تھین اور وہین تک رہین۔ اب صرف مان لینا اور

آنکھ بند کر کے چلے جانا ہے۔

افسوس انھین زندہ ایمان یقین بخش ایمان اور گناہ سوز ایمان کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوتی۔ اور کبھی سوچتے نہین کہ صحابہ نے تو خدا کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تھا جب ہی اخلاق کی اُس اعلیٰ معراج پر وہ پہنچے تھے پر تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا تم مین وہ صحابہ کا سا نور یقین اور قوت ایمان اور گناہ سوز بصیرۃ ہے۔

اور تعجب آتا ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے ہوے یہ اپنے ذہنون مین کیا مدعا اور کیا معنی رکھتے ہین۔ اُن پر کیا انعام ہوا تھا اور وہ کیا صراط تھا جس پر چلنے سے وہ برکات انھین ملی تھین۔ اور کونسی صراط اور کیا انعام یہ لوگ چاہتے ہین۔

الغرض خدا کے برگزیدہ اور اُس کے مرسل کی عداوت کے سبب سے اسلام کے فخر اور یگانہ امتیاز سے انکار کر بیٹھے ہین۔ اور جس قدر وہ موعود مرسل اس پر زور دیتا اور دعویٰ سے کہتا ہے کہ مین مؤید من اللہ اور نصرت یافتہ الٰہی ہون اور مجھے ان نصرتون اور آسمانی نشانون سے پہچانو اور مجھ مین اور غیرون مین یہی بڑا امتیاز اور بین فارق ہے کہ آسمان میری تائید مین بولتا اور زمین میرے صدق پر گواہی دیتی ہے۔ غرض جس قدر وہ بندہ خدا اس پر زور دیتا ہے اتنا ہی انھین اس اصول سے بیزاری بڑھتی جاتی ہے تا کہ ثابت ہو جاے کہ اہل اللہ کی عداوت سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

آج تیسرے روز کی بات ہے مولوی عبد الواحد غزنوی جو غزنوی جرگہ مین نیک بخت اور ذہین مانے جاتے ہین مولوی نور الدین صاحب کے تعلق کی وجہ سے قادیان مین آئے اور حضرت اقدس (علیہ السلام) سے بھی ملے۔ حضرت اقدس نے سنت انبیاء (علیہم السلام) کے اقتدا پر کہ بلاغ خدا کے آگے ہو جاکر اور انفاس ضائع نہون

بڑی دل سوزی اور ہمدردی سے جو اس پاک رحیم جماعت کا خاصہ ہے مولوی عبد الواحد کو تبلیغ شروع کی۔ مولوی صاحب چپکے سنا کئے مگر جب حضرت اقدس نصرت و تائید الٰہی کے بیان پر پہونچے تو جھنجھلا کر بول اٹھے کہ تائید و نصرت الٰہی کوئی معیار نہیں اور مفتری کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کہ کب اس کے افترا پر خدا کی گرفت پڑے اور آپ لوگ بار بار یہی دعوے کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی معیار نہیں۔ اور معاً یہ بھی کہا کہ میں کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا اور نہ زیادہ سننا چاہتا ہوں۔

عبد الواحد اس اعتقاد میں اکیلے نہیں بدقسمتی نے چونکہ قوم کو قرآن کریم میں تدبر کرنے سے روک دیا اور نجبا رگی سنن الٰہیہ سے جہالت قوم کے اکثر افراد خصوصاً دینی رہنماؤں کے حصہ میں آگئی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس مغالطہ کی چادر کو حقیقت کے خوبصورت منہ سے اٹھا دیا جاوے۔

نصرت الٰہی پر تو کسی قدر میں لکھ آیا ہوں اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اسلام میں یہی کامل اور بڑا معیار ہے اب رہی یہ بات کہ مفتری کو کب پکڑا جانا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک اس کی میعاد ہونی چاہئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کے لئے ہمارے نبی کریم خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ۲۳ برس کی زندگی کامل اور اکمل معیار ہے۔ مکہ میں جناب نبوت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا اور اثنا کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا یہ تحدی کی واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین یعنی خدا تم کو کفار کے ہاتھوں یعنی ان کے قتل کے منصوبوں سے بچائے گا۔ اگر یہ شخص مفتری ہوتا اور کوئی ایک بات بھی جھوٹی اپنی طرف سے ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اسے بڑی مضبوطی اور قوت سے پکڑ کر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اسے بچا نہ سکتا۔ یوں آنجناب کا تیرہ برس تک اس خونخوار مقام میں ننگی تلواروں کے مقابل اس پر تحدی دعویٰ کے بعد معصوم و محفوظ رہنا سنت اللہ ٹھیر گیا کہ دعوے نبوت اور دعوے ماموریت من اللہ من جانب الٰہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم و محفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے۔ اور اگر ہم اسے اور زیادہ وسعت دیں اگرچہ حقیقةً چنداں ضرورت نہیں تو حضور علیہ السلام کے کامل ۲۳ برس کی زندگی کو اسوہ اور معیار قرار دیتے ہیں۔ اگر کوئی بخل اور حسد سے اس اصول کو نہ مانے اس لئے کہ حضرت خلیفة اللہ مسیح موعود اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو افسوس وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک حزو گذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے مہیمن اور کل اختلافوں میں حکم ہونے کے ساتھ ایک محیط دعویٰ کر دیا ہے اور ہم اپنی استطاعت اور فہم کے موافق اس کو ہر دعوے میں صادق پاتے ہیں۔ تو کس قدر ناقابل عفو غلطی اور افسوس ہوگا کہ مفتریوں اور صادقوں ہی میں اس نے کوئی امر فارق اور مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا اور مفتری کے ابطال و استیصال کے بعض پہلو تو بیان کئے اور ایک ضروری اور اہم امر کو قطعاً چھوڑ دیا مگر تدبر کرنے والے خدا کے کلام اور خدا کے فضل سے لطف اٹھاتے ہیں کہ ایک طرف کلام میں واللہ یعصمک من الناس اور ولو تقول الخ دعویٰ کر دیا اور عملاً مشاہدہ میں حضرت دعوے کنندہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معصوم و محفوظ رکھ کر اپنی سنت پر مہر لگا دی اور یوں قیامت تک صادق اور مفتری کے امتحان کی صاف راہ کھول دی۔ اب ایسی صاف اور واضح حجت کے ہوتے بھی اگر کوئی انکار کرے اور حضرت مرسل اللہ کے ساتھ بغض و حسد کی وجہ سے انکار کرے تو ہم بجز اعراض کے اور کیا کر سکتے ہیں۔

حاصل نصرت الٰہی ہی ایک بڑا معیار حق و صدق ہے۔ میں حیران ہوں اور سمجھ ہی نہیں سکتا کہ قوم کو کیا ہوگیا ہے کم سے کم اتنے میں غور کریں اور اس میں ڈوب کر سوچیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کس شعور اور بصیرة کے ساتھ اس دعویٰ پر کھڑے ہیں نہ اب سے بلکہ براہین احمدیہ میں اور پرائیویٹ خطوط میں بھی یہی دعوے پایا جاتا ہے وہ ہے کون سی بات جس نے اتنی مدت تک انہیں تھام رکھا ہے اور دل اس یقین سے بھرا ہوا اور اس لذت سے سرشار ہے کہ وہ منصور و مؤید ہیں۔ اگر کوئی آسمانی پشتی اور دلی بصیرة نہ ہوتی تو کبھی دل ڈر جاتا اور اندر ہی اندر ڈوب کر رہ جاتا۔ اپنے اپنے نفوس میں سوچ کر دیکھو کوئی ایک لحظہ کے لئے نصرت و تائید کا دعوے تو کر دیکھے اور نہیں تو تنہائی میں خود اپنے ہی نفس کو تسلی یا مغالطہ دے کر دیکھے اور پھر اپنے اندر جہات ڈھکر دیکھے کہ اندر سے آواز کیا

آتی ہے اور کیسے اپنا دل خود اپنی صفائی صاف تکذیب کرتا ہے۔ بہرحال یہ مسلّم امر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ۲۳ برس سے متواتر اور متصل یہ دعوے کر رہے ہیں کہ خدا کی نصرت میرے ساتھ ہے اور میں من جانب اللہ ہوں اور بارہا خدائے غیور رب العرش کی قسمیں خلوت میں جلوت میں عام جگہوں میں خدا کی مسجد دن میں اور تحریر دن میں کھائیں اور کپکپا دینے والے پیرایہ میں کھائیں ہیں اور اس پر عجیب مطابقت و موافقت اور قابل غور کے یہ بات ہے کہ مدتوں پہلے جبکہ ہنوز پبلک لائف یا یوں کہو کہ دوستی و دشمنی کے نشیب و فراز میں قدم نہیں رکھا تھا اپنے مقتدا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرز پر دعوے بھی کیا یعصمك الله ولو لم یعصمك الناس۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں اس کش مکش کے برسوں پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے۔

اب یہاں ایک خدا ترس اور مرنے کے بعد مقام الرب سے خوف کرنے والا ٹھہر جاتا ہے اور ضرور ٹھہرنا چاہیئے کہ یہ کیا باتیں ہیں کم سے کم اس کے دل پر رعب پڑتا اور اپنی جبیعہ کو دیکھتی کیطرح چلنے اور اعمال کا سبز کھیت کاٹنے سے روکنے پر متوجہ ہوتا ہے کہ یہ کارخانہ یوں ہی لغو تو نہیں اور یہ نظارہ ہنسی اور استہزا سے ٹو ٹال دینے کے لائق نہیں۔

غرض حضور اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی لائف نے اپنے مقتدا و مولے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائف کی عمر پاکر آسمان سے زمین سے ملائکہ سے خدا سے اور مومنین سے گواہی لے لی ہے کہ حضور اقدس اپنے دعوے میں صادق و مصدوق ہیں۔

اب پھر میں **منشی عبد الحق** کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر خدا طلبی اور تقوی اور خشیت اللہ کی کچھ بھی بو اُن میں

باقی رہ گئی ہے تو اس میں غور کریں اور ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

اور اگر وہ حضرت اقدس کو کسی اور معنی میں سمجھتے ہیں کہ وہ راست باز نہیں ہیں۔ اور وہ چھوٹی چھوٹی باتیں اُن کے دل میں ہیں جو بوجہ اپنی خفت و سفاہت و بے وقری کے درحقیقت ایسے نہاں معاملات ہوتے ہیں کہ اگر کسی کورٹ میں بھی پیش کئے جائیں تو فیصلہ نہ پاسکیں تو وہ خدا سے ڈریں اور وقار اور متانت اور معاملات دنیا کی واقف کاری کی قوت سے مدد لیں کہ ایک طرف اتنا عظیم الشان دعوے اور دوسری طرف وہ کمینہ باتیں اور سفیہانہ چلن جو آپ کی چھاتیوں پر سانپ کی طرح لوٹ رہا ہے ممکن ہے؟ ایک عامی مسلمان اور متقی مسلمان ایسے رویہ کے اختیار کرنے سے تحاشی کرتا ہے چہ جائیکہ ایک عظیم الشان انسان۔ یہ میری تقلیدی بات نہیں مقدس تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ایسے دل کے آدمی اور ایسے کم حوصلہ اور تنگ ظرف آدمی پہلے بھی تھے۔

مدینہ میں جب غنایم کے ڈھیر دن کے ڈھیر آنے شروع ہوئے اور حساب و کتاب کا نہ کوئی رجسٹر اور نہ کوئی اکونٹنٹ اور اس پر یہ نوں کہ نحن قوم امیون لا نکتب ولا نحاسب علی الحساب جتنا جس کی نسبت چاہا دیدیا تو بعض کے دل میں کچھ خیال آگیا۔ رپورٹ ہونے پر صادق قاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر ہم عدل نہیں کرتے تو پھر اور کون کرے گا اور اگر میں لوگوں کے مال پر امین نہیں تو لوگوں کے ایمان پر کیونکر امین ہو سکتا ہوں۔ شاید آپ جیسے باقاعدہ حساب رکھنے والے اکونٹنٹ کو تو حضرت رسالت مآب کا یہ جواب بڑا ہی ناگوار اور خلاف دیانت و امانت معلوم ہو گا اس لئے کہ موجودہ مشہود خلیفۃ اللہ پر آپ کا یہی اعتراض ہے اور آپ اس اعتراض سے جھکتے نہیں اور یہ موجودہ حالت

گواہی دیتی ہے کہ اگر آپ اُس وقت ہوتے تو ابن سلول سے ضرور ہاتھ ملاتے۔ اگرچہ آپ کو یہ جواب ناپسند ہو مگر واللہ مومن اس سے بڑی لذت اُٹھاتے ہیں اور اُن کی روح قوت و ذوق سے بھر جاتی ہے کہ لاریب خلیفۃ اللہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ ایسے بنیوں بقالوں تنگ دلوں زر پرستوں کے سے حساب کتاب سے کیا کام۔

الغرض ایک ہی بات ہے جو مختلف نتیجے پیدا کرتی ہے مومن اُسے اور رنگ میں لیتے ہیں اور وہی حق پر ہوتے ہیں اور منکرین اور محل پر اُسے اُتارتے ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ کی ہم نے بھی پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب جز گواہ ہے کہ نہ دھڑے بازی کے خیال سے بلکہ خدا کے خوف سے ان میں غور کیا ہے اور آخر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ لوگوں نے خدا جانے کس پنہانی معصیت الٰہی کی وجہ سے اپنے قلوب کو یہاں تک سخت کر دیا ہے کہ پست فطرت تنگ حوصلہ ملاؤں کی ٹوٹی ہوئی گھنونی چارپائی پر جا بیٹھے ہیں۔

بس ایک ہی راہ اور صرف ایک ہی راہ ہے جسے میں مکرّر لکھ آیا ہوں اور وہ تائید سماوی ہے اس میں آپ لوگ حضرت خلیفۃ اللہ کا مقابلہ کر لیں۔ اور بات بھی بڑی عجیب اور سڑک خوب صاف ہو گئی ہے اس لئے کہ اگر حضرت مرزا صاحب آپ کے نزدیک ایسے ہی ہیں جیسے آپ الزام لگاتے ہیں تو اس میدان میں وہ ضرور ضرور شکست کھائیں گے۔ رسالہ بازیوں سے کچھ نہیں بنتا اگر آپ نے پانچ ورق لکھو تو کوئی اور دس لکھدیگا۔

کیا آپ اس بات کا بھی دلی شعور رکھتے ہیں اور کوئی کھٹکا ہے کہ مرزا صاحب اس مقابلہ میں غالب ہو جائیں گے تو پھر آپ پر حجت پوری ہو گئی ورنہ دیر کیا ہو آئیے۔ بسم اللہ۔

باقی آیندہ انشاء اللہ

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی ۲۸ ستمبر

از قادیان

ایک شیعہ سے خط و کتابت

ذیل میں ہم وہ خط و کتابت درج کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور ایک شیعہ صاحب کے درمیان ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے مولانا صاحب کا اثبات خلافت شیخین کے عنوان والا لیکچر پڑھا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب اہل تشیع کے جملہ اعتراضات کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ جو اسلوب اور طرز مولانا صاحب نے حضرت اقدس امام ہمام مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کے طرز پر مخالفین اسلام کو جواب دینے کا اختیار کیا ہے وہ ایک مومن قرآن کریم کی عظمت و شان کے شیدا مسلمان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے لاریب دنیا میں کل ملل باطلہ کی تردید کے لئے جو ہتھیار امام وقت نے پیش کیا ہے وہ کبھی بھی خطا نہ کرنے والا حربہ ہے وہ کیا ہے قرآن کریم۔

اور یہ واقعی امر ہے کہ اگر قرآن کریم کو قول افضل اور امام اور حکم مانتے ہوئے بھی اُسی کل نزاعوں کا فیصلہ نہیں کرتے تو ایک طرح سے شان قرآن مجید کی ہتک کرتے ہیں (خدا نہ کرے کہ ہم اُن لوگوں میں ہوں) مولانا صاحب کی ذیل کی خط و کتابت پڑھ کر جو لذت اور حلاوت ہم نے اپنے اندر محسوس کی ہے اور جو فائدہ قرآن کریم کی عظمت کو نگاہ رکھنے کا ہمکو ملا ہے ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے احباب کو بھی ہو۔ جس اسلوب پر مولانا صاحب نے شیعہ صاحب کو قرآن کریم کے حکم بنانے پر مجبور کیا ہے وہ نیا اور لطیف طرز ہے۔ امید ہے کہ یہ خط و کتابت جہاں ایک طرف اہل تشیع کے اعتراضات کا لطیف جواب ہوگی دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی خصوصیت کو اسلامی دنیا پر روشن کرے گی۔ اور بتلا دیگی کہ اس فرقہ کی نگاہ میں قرآن کریم کی کسقدر عظمت ہے اور یہ حقائق و معارف قرآنی بیان کرنے میں یگانہ خود اُنکی نظیر قلب کی دلیل ہے۔ لایمسہ الا المطہرون سے صاف اس امر کی شہادت ملتی ہے۔

اصل جواب شایع کرنے سے پہلے شیعہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیعہ صاحب کا خط

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم گرامی نامہ پہنچا۔ آپ کی مہربانی اور حسن ظن کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ غالباً آپ جناب امیرؑ کی نسبت میرا عقیدہ دریافت فرماتے ہیں سو وہ یہ ہے۔ کہ وہ رسول خدا کے وصی مطلق تھے خلیفہ بلا فصل تھے امام برحق تھے اور معصوم تھے۔ الغرض بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب آپ فرمائیے کہ اس میں حد سے بڑھ جانے والی کونسی بات ہے اگر کوئی ہے تو براہ کرم مطلع فرمایا جاؤں جیسے کہ آپ حضرت اقدس کی جماعت کہلاتے ہیں ہم کو حضرت علیؑ کی جماعت ہونے کا فخر ہے اور بموجب حدیث الثقلین کے فرقہ حقہ ہونے کا ناز ہے یہ اور بات ہے کہ شیعوں کو خواہ مخواہ ہدف ملامت بنایا جاوے۔

الراقم بندہ غلام مرتضیٰ خان از کھیوڑہ ضلع جہلم

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خان صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھے آپ کے خطوط سے آپ کی نسبت گمان ہوا ہے کہ آپ جو کچھ لکھتے ہیں۔ مگر کیا آپ خلاف طبیعت اور مخالف رسم و عادت سننے پر بھی صبر کر سکیں گے درحقیقت کمال حوصلہ ایسے ہی امتحان کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ چونکہ ابتدائی سوال آپ کی طرف سے ہے اور آپ نے بقول آپ کے طلب حق کے لئے قدم اُٹھایا ہے مجھے خیال کر لینا چاہیئے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری معروضات کو سنیں گے اور رسم و عادت کی پیروی کو جوش سے یکبارگی بیزار نہ ہو جائیں گے۔ ہاں سنئیے آپ جانتے ہیں شیعہ سنّی کا جھگڑا بہت پرانا ہے اور آسان اور ہلکی سی بات نہیں بہت خطرناک رنج گداز نزاع ہے۔ اس نزاع سے جو جو واقعات اور حوادث مسلمانوں پر نازل ہوئے ہیں تاریخوں کے صفحے ہنوز خون سے رنگین اور تر ہیں۔ خلفائے عباسیہ کی بارونق سلطنت اور شہر بغداد کی خون رُلا دینے والی تباہی جس میں ۲۴ لاکھ علماء و فقہاء و زہاد بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیے گئے۔ علقمی وزیر اور نصیر الدین طوسی کی سازش اور اسی منحوس نزاع کا نتیجہ اور کرشمہ تھا۔ ایرانیوں اور ترکوں کی خونفشاں لڑائیاں جو آخر دونوں سلطنتوں کی ضعف اور بالآخر فساد سے کا پنجیر لاغر بنا دینے کا باعث ہوئیں۔ اسی خانہ برانداز نزاع کا نتیجہ تھیں اور یوں قوموں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ عیاں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے فیصلہ کی کوئی صورت بھی ہے؟ مگر چونکہ یہ نزاع دینی اور ایمانی ہے۔ ضروری ہے کہ کوئی زبردست دینی رہنما ہی اس کے فیصلہ کا متکفل ہو۔ ارضی حاکموں اور مادی پیچوں سے تو یہ قضیہ پاک ہوتا نظر نہیں آتا تو اب دینی حاکم دو ہی مانے گئے ہیں قرآن و حدیث اور شیعوں کے نزدیک اس کے سوا بھی جو کچھ ہو۔ احادیث کا یہ حال ہے کہ شیعوں کی الگ سنیوں کی الگ۔ علاوہ بر ان اگر وہ حدیثیں علوی فریق کی ہیں تو تقیہ کے داغ اور احتمال کے سبب سے قابل اعتماد نہیں ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے اور شیعہ اس کے قایل اور گواہ ہیں کہ آئمہ اطہار سدا مغلوب اور مظلوم اور مستور رہے ہیں کبھی ان کے پاک مونہوں سے جو سنیوں کے اکابر کی مدح و ثنا نکلی ہے اور جس سے شیعوں کی مستند کتابیں خالی نہیں تو شیعان پاک نے بڑے وثوق سے اور بڑی صفائی سے اس کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ چونکہ جناب معصوم علیہ السلام کی مجلس پاک میں چند زبردست ناصبی بیٹھے تھے حضرت امام نے اُن کے ڈر سے تقیۃً زبان سے وہ تعریف کر دی جو اُن کے پاک دل میں نہ تھی۔ ایسا ہی سلیم الفطرت کے نزدیک یہ احتمال بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے کہ جو سنیوں کے اکابر کی ہجو اُن کے مونہوں میں دی جاتی ہے وہ اُن تیز مزاج دشمنان صحابہ کی تالیف و مدارات کے لئے انہوں نے کی ہو جو اس وقت اُن کے حضور میں بیٹھے تھے۔ اسلئے کہ تاریخ افسوس کے ساتھ یہ شکایت کرتی ہے کہ آئمہ اطہار کے شیعان پاک جناب امیر

علیہ السلام سے لے کر آخر تک منہ زور اور سرکش اور آزاد رہے ہین۔ اور حضرات آئمہ نے ان فتنہ پرداز منہ زورون سے ڈر کر بسا اوقات بہت کچھ کہا اور کیا ہے۔ یہ وہ احتمال جو وہ حقیقت واقعہ محققہ اور تاریخی ثبوت سے مزین ہین آئمہ معصومین کے اقوال اور اعمال کی طرف سے ایک محقق کو مایوس کر دیتے ہین۔

خود آئمہ اطہار کے جد بزرگوار جناب امیرؑ کا یہ حال رہا کہ وہ ان پر رعب اور کمال عروج پر پہونچے ہوے خلفا کی حضور مین جاتے بیٹھتے مشورون مین شریک ہوتے اور ان کی مہربانیون اور انعامات سے کافی حصہ لیتے۔ شیعون کی مستند کتابون مین جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے خلفای راشدین کی مداح وثنا مین عجیب الفاظ مذکور ہین۔ اگر یہ سب کچھ بقول شیعان پاک کے تقیہ (نفاق) کی کارروائی تھی اور باطن مین سخت عداوت و بغض تہا تو ایک غیور عقل پسند انسان سمجہ سکتا ہے کہ ایسے لوگ انسانی جماعت مین کسی ادنی سی جگہ مین بھی بیٹھنے کے لایق نہین سمجھے جا سکتے چہ جائیکہ ان کو اعتقاد و ایمان کے پاک اور قیمتی امانت سپرد کی جائے اور اگر وہ روایتین صدیقی جماعت کی ہین تو خود شیعون کے نزدیک وہ قابل اعتماد نہین۔ اس صورت مین بجز اس کے کہ ہم ایک ایسی دست آویز پر فیصلہ کا مدار رکھین جس کی صحت وقابل استناد ہونے مین فریقین سے کسی کو بھی کلام نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کی حفاظت کے مضبوط قلعہ مین جاگزین ہونے کے سبب سے انسانی دست برد اور تطاول سے ہمیشہ مامون ومحفوظ رہی ہو اور کیا چارہ ہے وہ قرآن کریم ہے جسکو خود خدائے علیم وحکیم نے نور۔ کتاب مفصل۔ ہدی۔ حاکم۔ مبین اور مہیمن فرمایا ہے۔ اس حاکم کے حضور سے جو فیصلہ ہو جائے اسے قطعی سمجہا جائے سورۃ النور مین خدا

فرما چکا تہا وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت منکم لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الی آخر الآیہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ استخلاف خدا تعالیٰ کا وعدہ اور حتمی وعدہ تہا جس کا خلاف ہونا ممکن نہ تہا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانا خود خداوند عالم کا فعل تہا۔ انسانی تدبیر اور منصوبہ اور سازش کا اس مین دخل نہ تہا۔ اور اس آیت نے ہمیشہ کے لئے قانون مستمرہ خداوند کریم کا بتا دیا کہ خلیفۃ اللہ ہمیشہ آسمان سے مقرر ومنصوب ہو کر آیا کرتا ہے یہ کبھی نہین ہوا اور نہ ہوگا کہ چند یا زیادہ انسان ملکر اپنی رائے ومشورہ سے سماوی تحریک وتائید کے بغیر کسی کو خلیفۃ اللہ بناوین۔ ہان چونکہ تمدن عالم مین سلسلہ اسباب سے وابستہ ہے اسباب سے تمسک کرنا لابدی ہوتا ہے لہذا ظاہری صورت شوری واجتماع کی ایسی ہی واقع ہوا کرتی ہے کہ گویا مادی کمیٹیون اور اجتماعون کی طرح خود اعضائے کمیٹی اپنے لئے پریسیڈنٹ منتخب کر رہے ہین مگر ہوتا وہی ہے جو آسمان پر پہلے مقرر ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خدائی متصرف مدبر بالارادہ کا پہلے ہو چکا ہوا وعدہ اور نفاذ پا چکی ہوئی مشیت انسانی منصوبہ اور نفس کی سوچی ہوئی تدبیر سے ہرائی نہین جا سکتی۔ اور اس کے پر حکمت کامون اور عجیب نظام کو ضعیف القوی محدود العلم انسان درہم برہم نہین کر سکتا۔ یہی راز اس آیت کا ہے جو قرآن حکیم مین مکرر آئی ہے وما انتم بمعجزین اور کہین فرمایا ہے وما نحن بمسبوقین یہ نہی سچی ایمانی فلاسفی ہے کہ ایک مومن بالقرآن یا خدا تعالیٰ کی عادات وسنن کو جاننے والا اس کا انکار نہین کر سکتا بلکہ اس سے لذت اٹھاتا ہے۔ اب اس خدائی وعدہ کا تحقق اور وقوع کیونکر ہوا اور خدا تعالیٰ کے نظام عالم کے اسباب یا صاف صاف یون کہو کہ آسمانی تائیدات اور رہتی

نصرتون نے کیا جلوہ دکھایا اور کن کی حمایت مین جمع ہوئین۔ صاف ظاہر ہے۔ آپ لکھتے ہین مین جناب علی کو خلیفہ بلا فصل مانتا ہون۔ مانئے کوآپ سو دفعہ نہین ہزار دفعہ نہین لاکہ دفعہ نہین بلکہ ان گنت دفعہ مانئے مگر یہ تو بتائیے کہ اگر آپ لوگ اپنی روحونکو مغالطہ نہین دیتے اور ایک نادان بچہ کیطرح بیجان کھلونے اور گوڑیا سے تسلی نہین پاتے تو اور کیا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر حواس مین گندی نہین اور مدرکات مین جان ہے تو ایک خلاف واقعہ بے اصل بات سے جی بہلتا کیونکر ہے۔ جناب صدیقؓ خلیفہ بلا فصل ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوے۔ جناب فاروقؓ خلیفہ ثانی ہوکر اور واقعہ مین ہوے اور یقیناً ہوے جناب ذوالنورین خلیفہ ثالث ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوے جناب امیر خلیفہ رابع ہوے اور واقعہ مین ہوے اور یقینا ہوکر یہ تو حقائق ثابتہ اور واقعات متحققہ محققہ ہین اور کسی ایک کو بھی مسلمانون کے مختلف فرقون مین اس واقعی اور عملی ترتیب ونظام سے اختلاف وانکار نہین۔ اب آپ فرمائے اور یہ قومی تعصب سے ذرا الگ ہو کر فرمائے کہ خلیفہ بلا فصل علی چہ معنی دارد۔ یہ کوئی تثلیث کی طرح معمہ ہے جو دوسرے عالم مین کھلے گا یا آواگون کا چکر ہے جس کا بھید آج تک خود ماننے والون پر بھی آشکارا نہین ہوا۔ اگر یہ عقیدہ آپ لوگون کا تثلیث وتناسخ کی طرح لاینحل اور دل خوش کن مسئلہ ہے۔ اور چونکہ قوم مان چکی ہے اور عورتین اس لذیذ اعتقاد پر صدق دل اور رقت قلب سے قائم ہو چکی ہین اس لئے اسے پالنا اور ماننا ہی ہے تو مبارک ہمین کچہ تعرض نہین دنیا مین پتھرون کو پوجنے والے عاجز انسان ضعیفہ کے پیٹ سے نکلے ہوے ناتوان انسان کو خدا ماننے والے اور تثلیث جیسی قفل وسواسی سے دل لگانے والے آدمی بھی تو ہین جن کی نسبت خدا کی حکیم کتاب لطیف ریمارک کر چکی ہے